تحریر: مولانا محمد ادریس (فاضل مدینہ یونیورسٹی) مدرس جامعہ علوم اثریہ
ترجمہ و تلخیص: جناب بشیر احمد ذوالفقار متعلم جامعہ

# شفاعت

## تعریف، اقسام اور شبہات کا ازالہ

زیرِ نظر مقالہ فضیلۃ الشیخ، استاذی المکرم مولانا محمد ادریس صاحب نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں دورانِ تعلیم بزبانِ عربی تحریر فرمایا تھا، جس میں آپ نے شفاعت کی تعریف اور اس کی اقسام و انواع کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ منکرین شفاعتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رد بھی کیا ہے ـــــ افادۂ عام کی غرض سے اس کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین "محدثین" ہے۔ (مترجم)

### شفاعت کی لغوی تعریف

شفاعت اصل میں وتر کے متضاد کو کہتے ہیں، یعنی کسی چیز کا جوڑا ہونا، یا اسے دوہرا کرنا ـــــ کہا جاتا ہے:

"کان وترًا فشفعہٗ بآخر" (وہ طاق تھا، اس نے دوسرا ملا کر جفت کر دیا)

شفاعت کا ایک معنی "سفارش کرنا"، "یا کسی کے خلاف دوسرے کی مدد کرنا" بھی ہے۔

(مصباح اللغات ص ۴۲۹)

### شفاعت کی اصطلاحی تعریف

حافظ ابن کثیرؒ اپنی کتاب "النہایہ فی غریب الحدیث" کے صفحہ ۲/۴۸۵ پر لکھتے ہیں کہ شفاعت سے مراد دنیا میں کیے جانے والے جرائم اور گناہوں کے سوال سے چھٹکارا ہے۔

علامہ راغب اصفہانیؒ شفاعت کا معنی یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

"کسی اعلیٰ شخصیت کا ادنیٰ شخصیت کی مدد کرنا ـــــ ایسے مسئلہ میں، جس کے لیے یہ (ادنیٰ شخصیت) مسئول ہے۔" (المفردات صفحہ ۲۶۳)

پس تعریف یہ ہوئی کہ اعلیٰ شخصیت کا ادنیٰ شخصیت کے لیے، اس کے گناہوں اور خطاؤں سے معافی کی سفارش کرنا۔

## شفاعت کی حقیقت

ابن عباس آلوسی بغدادیؒ شفاعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"شفاعت ایک ایسی چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اہلِ توحید اور اہلِ اخلاص میں سے بعض لوگوں کو اجازت دے کر، انہیں غیر ماذون لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ نیز اس اجازت سے مقصود ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق ان کی تعظیم و تکریم ہے۔"

## شفاعت کی حکمت

شفاعت دراصل اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کی عظمت کی مظہر ہے۔ علاوہ ازیں اس میں حکمت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مایوس لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار بن سکیں گے (تفسیر ابن کثیر ص ۲۱۶/۱)

علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں شفاعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تاکہ شفاعت کرنے والے کی قدر و منزلت، شفاعت کیے جانے والے پر واضح ہو جائے۔"

## حقیقتِ شفاعت میں لوگوں کی اقسام

۱۔ مشرکین، جو قبروں والوں کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں، اور اس ذریعہ سے ان سے اپنی حاجات پوری کرنے کا سوال کرتے ہیں ــــ قرآنِ مجید نے ان کے اس فعل کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

"وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ الآیۃ" (الزمر: ۳)

"وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کارساز بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔"

(۲) خوارج اور معتزلہ، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔

(۳) اہلِ سنّت، جو اس سلسلہ میں افراط و تفریط سے کام نہیں لیتے۔ یہ لوگ شفاعت کا اقرار کرتے ہیں مگر دو شرطوں کے ساتھ! ــــ پہلی شرط یہ کہ اللہ ربّ العزت شفاعت کرنے والے کو اس کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ شفاعت کئے جانے والے کی شفاعت

پر راضی ہوں ـــــ ان کے دلائل یہ ہیں :

"وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى." (النجم : ۲۶)

"اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں، جن کی شفاعت کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی، مگر اس وقت کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اجازت بخشے اور سفارش پسند کرے"۔

سورۂ طٰہٰ میں ہے :

"يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا۔" (آیت ۱۰۹)

"اس روز کسی کی سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی ـــــ مگر اس شخص کی، جسے رحمٰن اجازت بخشے اور اس کی بات کو پسند فرمائے"۔

ہر دو آیات سے ظاہر ہے کہ :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اجازت کے بغیر کوئی شخص کسی دوسرے کی سفارش نہیں کرسکتا۔

۲۔ سفارش کی اجازت اسی صورت میں ملے گی کہ سفارش کیے جانے والے کی شفاعت پر اللہ رب العزت راضی ہوں۔

چنانچہ شفاعت کا حق مخلص مومن کو ہے، اور یہ سفارش اسی کو فائدہ دے گی، جو اگرچہ گناہگار ہو، مگر مشرک نہ ہو ـــــ جس نے شرک کرلیا اور اسی حالت میں مرگیا تو اولاً تو اس کے لیے شفاعت کی اجازت ہی نہ ملے گی، اور اگر ملی بھی تو یہ شفاعت اس کے کچھ کام نہ آسکے گی۔

## اثباتِ شفاعت میں اہلِ سنّت کی آراء

علامہ بشیر، صیانۃ الانسان میں فرماتے ہیں :

"انّ شفاعۃ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم ثابتۃ فی الدّنیا والاٰخرۃ." (صفحہ ۲۷۵)

"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت دنیا میں اور آخرت میں کتاب وسنّت سے ثابت ہے"۔

امام ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں :

"مذھب الصّحابۃ والتّابعین انّہ یشفع فی اھل الکبائر انّہ لایخلد فی النّار بل یخرج من النّار من کان فی قلبہ مثقال حبّۃ مّن الایمان او مثقال ذرّۃ مّن

الایمان۔" (اقتضاء الصراط المستقیم ص۲۴۶)

"صحابہؓ وتابعینؒ کا یہ مذہب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کی سفارش کریں گے۔ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ یا ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا، جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا)"!

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں:

"شفاعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق لکل من ھو من اھل الجنۃ ولو کان صاحب کبیرۃ" (الفقہ الاکبر ص۶)

"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت ہر اس شخص کے لیے برحق ہے جس کے لیے اللہ رب العزت نے جنت لکھ رکھی ہے، خواہ وہ کبیرہ گناہ کا حامل ہی کیوں نہ ہو۔"

امام الحرمین الجوینیؒ فرماتے ہیں:

"اہلِ حق کا مسلک یہ ہے کہ شفاعت برحق ہے۔ اور جو اس کا انکاری ہے، وہ گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انکاری ہے ــــ تاہم اس کے انکار سے شفاعت رک نہیں جائے گی، بلکہ یہ ہو کر رہے گی۔" (کتاب الارشاد ص۲۹۳)

امام بغویؒ ابنِ مسعودؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ انبیاءؑ، شہداء، صالحین اور فرشتے گنہگار اہلِ ایمان کی سفارش کریں گے، جس کے سبب انہیں جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ جہنم میں صرف چار قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن کی خبر قرآنِ مجید نے دی ہے:

"قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ"۔ (المدثر: ۴۳ تا ۴۶)

"(جہنمی) کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور اہلِ باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے اور روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے۔"

ان چار قسم کے لوگوں کے علاوہ سب کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا!

(الشرک و مظاہرہ ص۲۲)

امام بزدویؒ فرماتے ہیں:

"اہلِ سنّت کا شفاعت کے بارے مسلک یہ ہے کہ گنہگار لوگ ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے نہیں رہیں گے، بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت پر جہنم سے نکالیں گے یا بغیر کسی کی شفاعت کے خود اللہ رب العزت انہیں جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیں گے، نیز ان پر راضی ہو جائیں گے اور پھر یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ جنّت میں رہیں گے۔" (اصول الدین ص۲۴۱)

اب ہم قرآنِ مجید سے شفاعت کے اثبات میں آیات درج کریں گے، اس کے بعد شفاعت کی نفی کی آیات نقل کی جائیں گی، اور بعد ازاں ان کے درمیان جمع و تطبیق کی جائے گی!

# اثباتِ شفاعت میں قرآنی آیات

۱۔ "مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ـــ الآیۃ" (البقرۃ: ۲۵۵)
کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر (کسی کی) سفارش کر سکے"!

۲۔ "مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ ـــ الآیۃ" (یونس: ۳)
"کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر (کسی کی) سفارش نہیں کر سکتا"۔

۳۔ "لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا" (مریم: ۸۷)
"(لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے، مگر جس نے رحمان سے اقرار لیا ہو"

۴۔ "یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا" (طٰہٰ: ۱۰۹)
"اس روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی، مگر اس شخص کی، جسے رحمٰن اجازت بخشے اور اس کی بات پسند فرمائے"۔

۵۔ "وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ" (الانبیاء: ۲۸)
"اور وہ (فرشتے اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے، مگر اس شخص کی جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو۔ اور وہ اس کے ڈر سے کانپتے رہتے ہیں"۔

ان آیات میں اللہ رب العزت نے شفاعت کو اپنی اجازت و رضا پر محمول کر کے اس کا اثبات فرمایا ہے۔

## شفاعت کی نفی میں قرآنی آیات:

۱۔ "وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ۔" (البقرۃ: ۱۲۳)

"اور اس دن سے ڈرو، جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے اور نہ بدلہ قبول کیا جائے اور نہ اس کو کسی کی سفارش کچھ فائدہ دے اور نہ ان کو (کسی اور طرح کی) مدد مل سکے۔"

۲۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔"

(البقرۃ: ۲۵۴)

"ایمان والو! جو مال ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے، اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ جس میں نہ سودا ہو اور نہ دوستی اور نہ سفارش ہو سکے۔ اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔"

۳۔ "وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔" (الانعام: ۵۱)

"اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے روبرو حاضر کیے جائیں گے (اور جانتے ہیں کہ) اس کے سوا نہ تو ان کا کوئی دوست ہو گا اور نہ سفارش کرنے والا، ان کو اس قرآن کے ذریعے ڈر سنائیے تاکہ متقی بنیں۔"

۴۔ "مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ۔"

(السجدۃ ۴)

"اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سفارش کرنے والا، کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟"

۵۔ "مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ۔" (المؤمن: ۱۸)

"ظالموں کا کوئی دوست نہیں ہو گا اور نہ کوئی سفارشی، جس کی بات قبول کی جائے۔"

۶۔ "فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ۔" (المدثر: ۴۸)

"سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ نفع نہ دے گی۔"

مذکورہ بالا آیات میں شفاعت کی نفی کی گئی ہے یا یہ بتلایا گیا ہے کہ کسی سفارش کئے جانے والے کے حق میں یہ نفع مند نہ ہو گی۔

## آیات میں تطبیق

آیاتِ اثباتِ شفاعت اور آیاتِ نفیٔ شفاعت میں تطبیق یوں ہو گی کہ شفاعت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شفاعتِ مثبتہ (۲) شفاعتِ ممتنعہ یا منفیہ

پہلی قسم، شفاعتِ مثبتہ، کا قبول ہونا چند شروط پر منحصر ہے:

۱۔ شفاعت کرنے والا شفاعت کرنے کا اہل ہو۔

۲۔ شفاعت کرنے والے کو اللہ رب العزت کی طرف سے اجازت ملے۔

۳۔ جس شخص کی شفاعت کی جا رہی ہے، اس کی شفاعت پر اللہ رب العزت راضی ہوں۔

ان شرائط کے بغیر شفاعت نہ ہو سکے گی۔

دوسری قسم "شفاعتِ ممتنعہ" کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) پہلی صورت وہ کہ جس کے مشرکین قائل تھے اور جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ پاک میں تحریم بیان فرمائی ہے۔ مثلاً مشرکین فرشتوں اور انبیاءؑ و صالحین کو شفاعت کا اہل جانتے تھے، حتیٰ کہ انہوں نے ان کے بت گھڑے اور ان سے شفاعت کی درخواستیں کرنے لگے ــــ یا انبیاءؑ و صالحین کی قبروں پر گئے اور کہا کہ ہم ان سے ان کی وفات کے بعد بھی طلب شفاعت کرتے ہیں تاکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی بنیں ــــ قرآنِ مجید میں ہے:

"وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔"

(یونس: ۱۸)

"اور یہ (لوگ) اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے

سفارشی ہیں۔ کہہ دیجئے، کیا تم اللہ کو ایسی بات بتلانا چاہتے ہو جس کا وجود نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔"

نیز فرمایا:

"وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ـــ الآية" (الزمر: ۳)

"وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوست (کارساز) بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔"

شفاعت کی یہ صورت مردود ہے اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس اعتقاد پر ان کی مذمت و تکفیر کی ہے۔

(۲) شفاعت ممتنعہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً مشرکین کے لیے سفارش کی اجازت ہی نہ ملے گی ـــ حتیٰ کہ اس دنیا میں بھی ان کے لیے مغفرت کی سفارش و دعاء کرنا ناجائز ہے:

"مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ"

(التوبة: ۱۱۳)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے شایانِ شان نہیں کہ جب ان پر ظاہر ہوگیا کہ مشرک اہلِ دوزخ ہیں، تو ان کے لیے بخشش کی دعاء مانگیں، خواہ یہ ان کے قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔"

(۳) تیسری صورت یہ کہ اگر ایسے لوگوں کے لیے سفارش ہوگی بھی، تو یہ ان کے حق میں نفع مند نہ ہوگی، خواہ شفیع کتنے ہی بلند مرتبہ کا حامل کیوں نہ ہو ـــ اس سلسلہ میں حضرت ابراہیمؑ کی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ آپؑ روزِ قیامت فرمائیں گے:

"یا ربّ انت وعدتنی ان لّا تخزینی یوم یبعثون وایّ خزی اخزٰی من ابی الابعد؟ فیقول اللہ عزّ وجلّ انّی حرّمت الجنّة علی الکافرین ـ الحدیث" (صحیح بخاری عن ابی ھریرةؓ)

"اے رب، آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے یومِ بعث کو رسوا نہیں کریں گے، تو

اس رسوائی سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہو سکتی ہے کہ میرا باپ آپ کی رحمت سے دور ہے؟ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ میں نے جنّت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔"

چنانچہ آپؑ کے باپ کو ٹانگوں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(۴) اسی طرح بغیر ایمان و اعمالِ صالحہ بھی شفاعت کچھ کام نہ آسکے گی ــــ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، جب آیت "وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" نازل ہوئی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبیوں کو جمع کر کے فرمایا:

"یا فاطمۃ بنت محمّد، یا صفیّۃ بنت عبد المطّلب یا بنی عبد المطّلب لا املك لکم مّن اللّٰہ شیئًا، سلونی من مّالی ما شئتم۔"

"اے فاطمہؓ بنتِ محمدؐ، اے صفیہؓ بنت عبد المطلب، اے بنی عبد المطلب، تم میرے مال میں سے جو چاہو مانگو، لیکن میں اللہ کے ہاں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکوں گا۔"

(۵) جو لوگ دوسروں کا حق دبا لیتے ہیں، ان کے حق میں بھی شفاعت قبول نہ ہوگی۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں تم میں سے کسی کو روزِ قیامت اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ ہو اور وہ مجھ سے کہے کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے بچائیے! اور میں جواب دوں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا ــــ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں تم میں سے کسی کو روزِ قیامت اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر ہنہناتا ہوا گھوڑا ہو، پھر مجھ سے کہے، اے اللہ کے رسولؐ، مجھے بچائیے! اور میں جواب دوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا ــــ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں تم میں سے کسی کو روزِ قیامت اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر ممیاتی ہوئی بکری ہو، پھر وہ مجھ سے کہے کہ اللہ کے رسولؐ، مجھے بچائیے! اور میں جواب دوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا ــــ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں تم میں سے کسی کو روزِ قیامت اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر لہراتے ہوئے کپڑے ہوں، پھر وہ مجھ سے کہے کہ اللہ کے رسولؐ، مجھے بچائیے! اور میں جواب دوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا ــــ اور میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں تم میں سے کسی کو روزِ قیامت اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہو، پھر وہ مجھ سے کہے، اللہ کے

رسولؐ، مجھے بچائیے! اور میں جواب دوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا ___ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں"! (الوسیلہ، امام ابن تیمیہؒ، اردو ترجمہ ص ۲۶)

## منکرینِ شفاعت کا رد

قرآنِ مجید میں، شفاعت کے اثبات اور شفاعت کی نفی میں، دونوں قسم کی آیات موجود ہیں ___ یہ آیات ہم اوپر نقل کر چکے ہیں! ___ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ قرآنِ مجید میں اختلاف پایا جائے، لہٰذا ہر دو قسم کی آیات کو سامنے رکھتے ہوئے جو نتیجہ سامنے آتا ہے، ان آیات میں جمع و تطبیق کی صورت میں ہم اسے واضح کر چکے ہیں۔ چنانچہ تمام صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ اور علمائے اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے سفارش فرمائیں گے۔ اختلاف صرف بدعتی فرقوں، خوارج، معتزلہ اور زیدیہ کی طرف سے ہے، جو اس کے منکر ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جو شخص جہنم میں داخل ہوگیا، پھر اسے نہ ہی شفاعت اور نہ ہی کوئی دوسری چیز جہنم سے باہر نکال سکتی ہے۔ کیونکہ ایک ہی شخص میں ثواب و عذاب جمع نہیں ہو سکتے ___ جو جنت میں گیا، وہ جہنم میں نہیں جا سکتا اور جو جہنم میں گیا، کبھی جنت میں نہیں آسکتا ___ لیکن اس عقیدہ سے بہت سی قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہؐ کا انکار لازم آتا ہے ___ رہے اہلِ سنّت جو شفاعت کے قائل ہیں، مگر کچھ شرطوں کے ساتھ، تو اس عقیدہ سے اثبات و نفی دونوں قسم کی آیات اپنی اپنی جگہ درست رہتی ہیں اور ان میں سے کسی کا بھی انکار نہیں ہوتا ___ حقیقت یہ ہے کہ شفاعت برحق ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو جب تک چاہے گا، عذاب دے گا۔ پھر بعض کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے، بعض کو دوسروں کی شفاعت سے اور بعض کو بغیر شفاعت کے دوزخ سے نکالے گا ___ چنانچہ درج ذیل شفاعتیں متواتر احادیث سے ثابت ہیں۔

(۱) شفاعتِ عظمیٰ: یہ شفاعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو بھی سزاوار نہیں ہے۔ اور یہ شفاعت حساب کتاب شروع ہونے سے متعلق ہوگی۔ (صحیح بخاری)

(۲) دوسری شفاعت وہ ہوگی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان لوگوں کے لیے فرمائیں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ آپؐ ان کے جنت میں داخل ہونے کی سفارش فرمائیں گے، جو کہ قبول ہوگی۔ (شرح عقیدۂ طحاویہ ص ۲۴۲)

(۳) تیسری شفاعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنی امت کے لیے فرمائیں گے کہ اسے بے حساب کتاب جنت میں داخل کیا جائے۔ یہ سفارش بھی قبول ہوگی اور آپؐ کی امت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ (صحیح بخاری مع الفتح ج ۱۱ ص ۴۰۶، سنن الترمذی ج ۴ ص ۴۵)

(۴) چوتھی شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہنمی لوگوں کے بارے عذاب میں تخفیف کے لیے فرمائیں گے، جیسا کہ آپؐ نے اپنے چچا ابوطالب کے لیے عذاب میں تخفیف کی سفارش کی۔ بعض لوگ شفاعت کی اس قسم پر اعتراض کرتے ہیں کہ کافر اور مشرک کے لیے تو شفاعت نفع مند نہیں، پھر ابوطالب کو آپؐ کی شفاعت کیوں ملی ؟

اس کا جواب محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ یہ تخفیف عذاب اس تعاون اور محبت کی وجہ سے ہے جو ابوطالب نے آپؐ کے لیے کی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اگر ابوطالب نے آپؐ سے محبت کی یا آپؐ سے اچھا سلوک کیا تو اس کا اجر تو اسے دنیا ہی میں مل چکا۔ کیونکہ فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"اما الکافر فیطعم محسنات ما عمل بھا اللہ فی الدنیا حتی اذا افضی الی الآخرۃ لم یکن حسنۃ یجزی بھا"۔ (صحیح مسلم ۱۳۵/۸)

یعنی "کافر کو اس کے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے، اور آخرت میں اس کی نیکی اس کے کچھ کام نہ آئے گی۔"

تو اس کا جواب بھی علامہ البانی نے یہ دیا ہے کہ (درحقیقت) ابوطالب کا عمل اس کے عذاب میں تخفیف کا سبب نہیں، بلکہ آپؐ کی شفاعت اس کے عذاب میں تخفیف کا سبب بنے گی۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ص ۸۳/۱-۸۴)

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

"پس جس کا کفر آپؐ کی امداد و اعانت کی وجہ سے ہلکا ہوگیا، اس کے لیے شفاعت ضرور مفید ہے۔ مگر صرف تخفیفِ عذاب میں، نہ کہ کلیۃً معافی میں۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی، اللہ کے رسولؐ ! کیا ابوطالب کو آپؐ کی شفاعت کچھ فائدہ پہنچائے گی، وہ تو آپؐ سے محبت کرتا اور آپؐ کی حمایت کرتا تھا ؟ ___ آپؐ نے فرمایا :

"نعم ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار"

"ہاں، وہ تھوڑی تھوڑی آگ میں ہوگا۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو جہنم کے آخری درجہ میں ہوتا۔"

دوسری روایت یوں ہے کہ ابوطالب آپؐ کی حمایت کرتا اور آپؐ کے لیے کڑھتا تھا، کیا اس سے اسے کچھ فائدہ پہنچا ؟ آپؐ نے فرمایا :

" نعم وجدتہٗ فی غمرات من نار فاخرجتہٗ الی ضحضاح ۔"

" ہاں، میں نے اسے دوزخ کی گہرائیوں میں پایا، وہاں سے نکال کر اسے تھوڑی تھوڑی آگ میں کر دیا ۔"

نیز فرمایا :

" انّ اھون اھل النّار عذابا ابوطالب وھو منتعل بنعلین من نّار یغلی منہما دماغہٗ ۔"

" اہلِ نار میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا، اسے آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔" (الوسیلہ اردو ص ۱۰۹)

(۵) پانچویں شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے لیے فرمائیں گے، جن پر جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہوگا ۔ آپؐ کی شفاعت سے انہیں جہنّم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس سفارش میں قرآنِ مجید، روزہ، دیگر نیک اعمال اور صالح مومن مثلاً حفاظِ قرآن، شہداء وغیرہ بھی شامل ہیں۔ یہ بھی درجہ بدرجہ شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ یہ سفارش قبول فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں کتاب وسنّت کی اتباع کی توفیق ارزانی فرمائے، ہمیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفارش کا مستحق بنائے اور ہمیں بھی آپؐ کے ساتھ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے ۔ آمین! ــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

" وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۔" (النسآء : ۶۹)

" اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور (اس کے) رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں، وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا ۔ یعنی انبیاءؑ، صدّیقین، شہداء اور صالحین اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔"